حضرت انس بن مالکؓ حضرت انسؓ سے احادیث شریفہ کی اتباع و امتثال میں دس برس تک مسلسل زندگی گذار کر بہت کچھ حاصل کیا۔ آپ کے اتباعِ سنن کے واقعات بہت ہیں۔ چند واقعات پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

(۱) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے بڑی کثرت سے ایک دعا پڑھتے سنا ہے۔ تو میں بھی اسے برابر پڑھتا ہوں حتیٰ کہ جب مجھے کوئی خاص دعا اور بھی کرنی ہوتی ہے تو بھی اس دعا کو پڑھ کر تب اپنی خاص دعا کو شامل کرتا ہوں[1]۔ وہ دعا قرآن کریم کی یہ آیت کریمہ تھی جسے سب جانتے ہیں مگر سوز و گذار سے محروم ہے عرفیؒ نے کیا خوب لکھا ہے

؎ ہرکس نہ شناسد راز است وگرنہ — ایں ہمہ راز است کہ معلوم عوام است

خیر وہ دعا جامع الخیرات والحسنات دعا بھی مشہورِ عالم دعا ہے۔ ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الاخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار۔ کاش ہمیں اس کے معانی اور حِکَم کا اندازہ ہوتا۔

(۲) حضرت انسؓ بچوں کی ایک ٹولی پر گذرے تو ان سے خود ہی سلام فرمایا اس کے بعد اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا۔ آپ کا گذر کچھ بچوں پر ہوا۔ تو آپ نے ان بچوں کو خود ہی سلام کہا[2]

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت انسؓ کو ادنی سے ادنی بات میں حتیٰ کہ بچوں سے سلام کے معاملہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ صحیحہ کا خیال رہتا تھا۔

(۳) حضرت انس بن مالکؓ نماز کے معاملہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ جیسے مشہور خدا پرست متبع سنت کی بھی اطاعت نہ کرتے۔ ایک بار حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اس کا سبب پوچھا حضرت انسؓ نے جواب دیا میری آنکھیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز کے وقتوں کو پہچانتی ہیں۔ پس جب ان وقتوں کے مطابق نماز پڑھتے ہیں تو میں آپ کے ساتھ پڑھتا ہوں۔ اور جب آپ دیر کر کے آتے ہیں تو میں تنہا پڑھ کے چلا جاتا ہوں[3]

اس روایت سے حضرت انسؓ کے کامل اتباع کا حال خوب واضح ہے۔ نیز معلوم ہوا

[1] مسند احمد جلد سوم ص۱۱۰ [2] ایضاً ص۱۳۱ [3] ایضاً ص۱۲۶

کہ اول وقت سے بے وقت کر کے نماز نہیں پڑھتے تھے۔ خلیفہ وقت کی آمد کا انتظار نہیں فرماتے اور اصلی وقت پر تنہا نماز ادا کر لیتے۔

(۴) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بارہا دیکھا کہ سالن کے پیالہ میں سے لوکی کے ٹکڑے تلاش کر کے کھاتے تو میں نے اس ترکاری کو اپنا محبوب ترکاری بنا لیا ہے۔ اور اب ہمیشہ اسی ترکاری کی خواہش کرتا ہوں [۱]

چنانچہ حضرت انسؓ سے ملنے والے ان کے رفقاء بیان کرتے ہیں کہ جب کبھی بھی ہم لوگ انسؓ کے گھر پر گئے تو اگر کدو (لوکی) کا موسم ہوتا تو ضرور ان کے کھانے میں اور چیزوں کے ساتھ لوکی کی ترکاری بھی ضرور ہوتی [۲]

اس واقعہ سے حضرت انسؓ کے اتباع سنن کا حال خوب ظاہر ہے۔ طعام و لباس کے ہر ادنی سی ادنی جزئی میں امتثال فرامین و سنن کا جذبہ ان پر غالب تھا۔

(۵) ایک بار حضرت انسؓ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی ضرورت کے لئے کہیں باہر بھیجا جب وہ کام انجام دے کر آگئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لَا تُخْبِرُوْا اَحَدًا یعنی اب ہمارے راز کی اطلاع اور کسی سے نہ کرنا۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ اس کام کی انجام دہی میں مجھے دیر ہوگئی تو جب دیر کر کے گھر پہنچا تو ماں نے کہا آج دن بھر کہاں تھے۔ دیر بہت کیوں ہوئی ہے۔ میں نے جواب دیا کہ آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک ضرورت سے بھیج دیا تھا۔ اس میں دیر ہوگئی۔ پھر ماں نے سوال کیا وہ کیا ضرورت تھی جس میں ایسی مشغولیت تھی۔ تو میں نے جواب دیا وہ ایک راز ہے جس کے ظاہر کرنے کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ممانعت فرمائی ہے۔ اس لئے میں عرض نہیں کر سکتا۔ یہ سن کر ان کی ماں نے فرمایا

یَا بُنَیَّ اکْتُمْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سِرَّہٗ [۳] — یعنی اے میرے پیارے بیٹے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بھید کو پوشیدہ ہی رکھنا۔

اس واقعہ سے بھی امتثال فرامین کا اندازہ ظاہر ہوتا ہے۔ اور تعمیل احکام کا بھی علاوہ ازیں صیغہ راز میں رکھنے کا بھی حال تبار ہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کی قدر و قیمت

---

[۱] مسند احمد جلد سوم ص۱۵۰ [۲] ایضاً ص۲۲۶ [۳] ایضاً ص۱۷۵

ماں باپ کی اطاعت سے بھی کچھ زیادہ تھی۔ کہ ماں سے اشارۃً کنایۃً بھی تذکرہ نہ آنے دیا۔ اور وہ ماں بھی کیا خوب ماں تھیں جو اپنے بیٹے کو اتباع و امتثالِ نبوت کے لئے اور زیادہ تاکید فرماتی ہیں۔

(۶) ایک بار حضرت انسؓ دار الامارت تشریف لے گئے (غالباً بنو امیہ کے جو حکمران مدینہ میں تھے ان کا دار الامارت مراد ہے) تو دیکھا کہ ایک مرغی بندھی ہوئی ہے اور نشانہ درست کرنے کے لئے اس کو تختۂ مشق بنایا جا رہا ہے۔ مرغی تیروں کے لگنے سے برابر تڑپ رہی ہے تو حضرت انسؓ نے اسی مقام پر دار الامارت کے گورنر اور متعلقہ افسران سے علی الاعلان کہا:

نَهٰى رسول الله صلی الله علیه وسلم ان تصبر البهائم[1] — یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں کو تختۂ مشق بنانے سے منع فرمایا ہے۔

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ حضرت انسؓ نے حدیث مَنْ رَاٰی مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ پر عمل فرمایا ہے اور حدیث افضل الجهاد كلمة حق عند سلطان جائر پر ان کا عمل ہو گیا۔[2]

(۷) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عموماً دو مینڈھے قربانی کے موقع پر ذبح فرمایا کرتے تھے۔ تو میں بھی اتباعاً دو ہی مینڈھے قربانی کے دنوں میں ذبح کرتا ہوں۔[3]

اس واقعہ سے بھی اتباع کامل و امتثالِ صادق کا حال صاف ظاہر ہے۔

(۸) حضرت انس بن مالک ایک بار کسی مقام پر کچھ مجوسیوں سے ضرورۃً ملنے گئے۔ تو ان لوگوں نے آپ کی خدمت میں فالودہ چاندی کے پیالہ میں پیش کیا۔ حضرت انسؓ نے استعمال نہیں فرمایا۔ کیونکہ چاندی سونے کے برتن میں مسلمان کے لئے کھانا پینا جائز نہیں ہے۔ جب ان مجوسیوں کو حضرت انسؓ کے دیگر ساتھیوں سے عدمِ استعمال کا سبب معلوم ہوا تو پھر فالودہ کو مٹی کے صاف ستھرے پیالہ میں پلٹ کر آپ کے سامنے انہوں نے دوبارہ پیش کیا تو اس وقت آپ نے بلا تکلف استعمال فرمایا۔[4]

اس واقعہ سے صاف طور پر حضرت انسؓ کے اتباعِ احادیث اور امتثالِ سننِ نبویہ کا حال ظاہر ہے۔ جس برتن میں کھانا کھانے سے منع فرما دیا تو اس برتن کو استعمال کرنا گوارا نہ کیا۔ اور جب

[1] مسند احمد جلد سوم ص۱۹۱ [2] ابو داؤد [3] مسند احمد جلد سوم ص۲۸۱ [4] ریاض الصالحین ص۳۶

وہی چیز مٹی کے برتن میں پیش کی گئی تو بلا تکلف نوش فرمالیا۔ غرض حضرت انس رضؓ تمام امور و جزئیات میں سنن نبویہ ہی کی اتباع و امتثال کرتے تھے۔

(۹) ثابت رحؒ روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت انس رضؓ کے ساتھ ان کے دو منزلہ مکان پر تھا کہ اذان ہوئی۔ اذان کی آواز سن کر وضو کیا کہ حضرت انس رضؓ اور میں بھی نماز کے لئے اترے۔ لیکن حضرت انس رضؓ چھوٹے چھوٹے قدم رکھ کر چلنے لگے۔ اور مجھ سے فرمایا کہ حضرت زید بن ثابت رضؓ سے یہ روایت میں نے سنی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کو جاتے ہوئے چھوٹے چھوٹے قدم رکھا کرتے تھے۔ اور وجہ اس کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بتائی

لِيَكْثُرَ عَدَدُ خُطَانَا فِي طَلَبِ الصَّلٰوۃِ　　تاکہ نماز کی طلب میں جاتے ہوئے ہمارے قدموں کی تعداد زیادہ ہو جائے۔

بہر حال اسی حدیث نبوی کے پیش نظر میں نے بھی چھوٹے چھوٹے قدم رکھے ہیں [۱]

امام بخاری اس روایت کو ادب المفرد میں باب مَنِ اتَّخَذَ الغُرَفَ کے تحت نقل فرمایا ہے۔ اور مقصود اس سے دو منزلہ مکان بالا خانہ کی تعمیر کرنے کا جواز ثابت کرنا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضؓ

حضرت ابو ہریرہ رضؓ کثیر الاحادیث صحابہ کرام میں سے نمبر اول پر ہیں آپ نے احادیث نبویہ پر عمل کیا اور زندگی کے تمام حالات میں عبادات و معاملات وغیرہ کے لئے احادیث نبویہ ہی کو پیش نظر رکھا۔ چند واقعات بطور مثال عرض کئے جا رہے ہیں۔

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضؓ نے عشا کی نماز میں سورہ اذا السماء انشقت پڑھی اور اس میں سجدہ بھی کیا۔ کسی نے اس کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے اس سورہ میں سجدہ اس لئے کیا کہ

سَجَدْتُ فِيْهَا خَلْفَ اَبُو الْقَاسِمِ صلی اللہ علیہ وسلم فَلَا اَزَالُ اَسْجُدُھَا حَتّٰی اَلْقَاہُ [۲]　　کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اس سورہ میں سجدہ کیا ہے تو اب مرتے دم تک برابر اس سورہ کی تلاوت پر سجدہ کیا کروں گا۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت ابو ہریرہ رضؓ نماز کے جن آداب و سنن کے ساتھ رسول اللہ

---

[۱] الادب المفرد صہ ۶۷　[۲] مسند احمد جلد دوئم صہ ۲۲۹

صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا زندگی بھر انہی مسنون آداب کی اتباع کرتے رہتے۔ اور اپنے ہر عمل کے ثبوت میں احادیث شریفہ کو بطور دلیل و ثبوت پیش فرماتے رہتے۔

(۲) ایک جنازہ حضرت ابوہریرہؓ اور حاکم مدینہ مروان کی موجودگی میں ان کے سامنے سے گزرا حضرت ابوہریرہؓ تو جنازہ دیکھ کر اٹھ کھڑے ہوئے مروان نہیں اٹھا۔ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا میں اس لئے جنازہ کو دیکھ کر اٹھ گیا ہوں کہ میں نے ایسے موقعہ پر نبی اکرم کو اٹھتے ہوئے دیکھا ہے مروان نے جب اس حدیث فعلی کو حضرت ابوہریرہ کی روایت سے سنا تو فوراً اٹھا[۱]

حضرت ابوہریرہ کے جذبہ عمل بروفق حدیث اور تبلیغ حدیث نے اتباع حدیث کے لئے مروان کو بھی آمادہ کر لیا۔ غرض اس مبارک عہد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول و فعل ہی آخری سند تھا۔ اس کا نام اتباع سنن و امتثال حدیث ہے۔ آج بھی اسی اتباع اور اسی امتثال کی ضرورت ہے۔

(۳) ایک بار حضرت ابوہریرہؓ نے حضرت حسنؓ سے فرمایا کہ میں تمہارے پیٹ کے اس مقام کو چومنا چاہتا ہوں جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چوما کرتے تھے۔

فَكَشَفَ لَهُ عَنْ بَطْنِهِ　　تو انہوں نے اپنے پیٹ پر سے کپڑا اٹھا دیا۔ اور

فَقَبَّلَهُ[۲]　　حضرت ابوہریرہؓ نے چوم لیا۔

اس واقعہ سے بھی معلوم ہوا کہ حضرت ابوہریرہؓ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ادا سے انتہائی محبت و عقیدت تھی۔ اور ہر عمل ہر قدم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ و سنن کو پیش نظر رکھتے سنن ہدی اور سنن زوائد کی کوئی تفریق وہاں نہ تھی۔

(۴) حضرت ابوہریرہؓ یہ فتویٰ دیا کرتے تھے کہ جو شخص صبح تک جنبی رہے گا اس کا روزہ قبول نہ ہوگا جب حضرت عائشہؓ کی روایت اس کے خلاف پہنچ گئی اور معلوم و محقق ہوگیا۔ کہ روزہ دار باوجود صبح تک جنبی رہنے کے اور دن میں غسل کرنے کے روزہ رکھ سکتا ہے۔ روزہ میں کوئی نقص واقع نہ ہوگا تو حضرت ابوہریرہؓ نے اپنے سابقہ فتوے سے رجوع کر لیا۔ راوی کے الفاظ ہیں فَكَفَّ ابوهريرةؓ[۳]

اس روایت سے معلوم ہوا کہ اتباع سنن و امتثال حدیث ہی ہر حال میں منظور تھا۔ اگر لاعلمی

---

[۱] مسند احمد جلد دوئم صفحہ ۴۰۹ [۲] مسند احمد جلد دوئم صفحہ ۴۹۳ [۳] مسند احمد جلد ششم صفحہ ۲۶۶۔

سے کوئی اور فتوی دے چکے ہوتے تو جب حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحت کے ساتھ اپنے فتوی کے خلاف مل جاتی تو بلا ادنی نفسانیت کے فی الفور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کرتے۔

(۵) حضرت ابوہریرہؓ منکرات شرعیہ کو قطعاً برداشت نہ کر سکتے تھے۔ ایک عورت خوشبو لگا کر مسجد کی طرف جا رہی تھی آپ نے خوشبو محسوس کی تو کہا پہلے خوشبو کو دھو ڈال پھر مسجد میں داخل ہو۔[۱]

(۶) شطرنج، تاش، گنجفہ، چوسر وغیرہ کھیلنے والوں پر سخت نکیر فرماتے۔ امام بخاری رح نے الادب المفرد میں لکھا ہے۔ کہ حضرت ابوہریرہ نے شطرنج (نرد) کھیلنے والوں کے متعلق فرمایا کہ جو شخص پیسہ لگا کر کھیلتا ہے وہ سور کا گوشت کھانے والے کی طرح ہے اور جو شخص بلا پیسہ لگائے ہوئے یوں ہی تفریحاً کھیلتا ہے وہ گویا سور کے خون میں ہاتھ ڈالے ہوتے ہے۔ اور جو شخص کھیلتا نہیں محض تماشائی بن کر دیکھ رہا ہے وہ سور کے گوشت کا نظارہ کر رہا ہے۔[۲]

یہ سب کچھ اس لئے تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص امر منکر کو دیکھے اس کو چاہیئے کہ وہ اس منکر شرعی کو اپنی طاقت سے مٹا دے۔ طاقت نہ ہو تو زبان سے اس کا انکار کرے اور اس صورتِ حال کو بدل ڈالنے کی ٹھان لے۔ حضرت ابوہریرہؓ نے اسی پر عمل فرمایا۔

حضرت ابوذر غفاریؓ آپ بھی بڑے عاشق سنن بزرگ صحابی ہیں۔ اور قدم قدم پر حدیث رسول کے طالب اور اس پر عامل تھے چند ایک واقعات پر اکتفا کیا جا رہا ہے۔

(۱) ایک بار حضرت ابوسعید خدریؓ نے حضرت ابوذر غفاریؓ۔ حضرت حذیفہؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو اپنے یہاں کھانے پر مدعو کیا۔ سب لوگ شریک دعوت ہوئے جب نماز کا وقت آگیا تو حضرت ابوذرؓ نماز پڑھانے کے لئے بحیثیت امام کے آگے بڑھ گئے۔ تو حضرت حذیفہؓ نے ٹوکا اور کہا رَبُّ الْبَیْتِ اَحَقُّ بِالْاِمَامَۃِ کہ امامت کا زیادہ حق دار گھر والا ہے۔ تو حضرت ابوذرؓ نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے پوچھا کَذٰلِکَ یَا ابْنَ مَسْعُوْدٍ یعنی اے عبداللہ بن مسعودؓ کیا مسئلہ اسی طرح ہے؟ انہوں نے فرمایا جی ہاں! راوی کا بیان ہے کہ یہ سنتے ہی حضرت ابوذر غفاری امامت کی جگہ سے الگ ہو گئے۔[۳]

---

[۱] مسند احمد [۲] الادب المفرد للبخاری ص۱۸۶ [۳] منتخب کنز العمال جلد سوم ص۲۴۷

اس روائیت سے حضرت ابوذرؓ کی بے نفسی و پاک ضمیری بھی ظاہر ہے۔ اور اتباع سنن و امتثال حدیث بھی خوب واضح ہے فرمانِ رسالت پر اس طرح سرِ تسلیم خم کرنے والے اب کہاں باقی ہیں الاماشاءاللہ

(۲) حضرت ابوذرؓ ایک بار اپنے حوض پر کھڑے ہو کر کوئی کام کر رہے تھے ایک شخص نے آپ سے غصہ دلانے والی بات کی۔ آپ سخت مشتعل ہو گئے۔ لیکن غصہ کو فرو کرنے کے خیال سے بیٹھ گئے پھر تھوڑی دیر بعد لیٹ گئے کسی نے پوچھا اس کا مطلب کیا ہے۔ فرمایا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو اگر کھڑا ہو تو بیٹھ جائے اور اگر غصہ اس حالت میں بھی نہ دبے تو لیٹ جائے اس لئے میں نے غصہ دبانے کے لئے ان تدبیروں پر عمل کیا۔[1]

اس واقعہ سے ان کا جذبہ امتثال و اتباع صاف ظاہر ہے کیسے عجیب و غریب لوگ تھے کہ فرمانِ رسالت کا کوئی جزئیہ ان سے چھوٹنے نہ پایا۔

(۳) ایک صاحب کا بیان ہے کہ میں حضرت ابوذرؓ کی خدمت میں کچھ "تحفہ" لے کر مقام ربذہ میں حاضر ہوا تو معلوم ہوا کہ وہ حضرت عثمانؓ کی اجازت سے امسال حج کے لئے تشریف لے جا چکے ہیں۔ تو میں نے بھی ان سے ملنے کے لئے یہ سفر اختیار کیا۔ اور "مقام منیٰ" میں جا کر ان سے ملا۔ ابھی میں پہنچا ہی تھا کہ کسی نے ابوذرؓ سے کہا کہ امیر المومنین حضرت عثمانؓ نے چار رکعت نماز (بلاقصر) ادا کی ہے تو حضرت ابوذرؓ بہت برافروختہ ہوئے اور کہنے لگے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ کو منیٰ میں ہمیشہ دو ہی رکعت پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔ ادھر تو یہ کہا اور ادھر جب دوسری نماز جماعت کا ذکر آیا تو خود بھی ان کے ساتھ چار ہی رکعت کو ادا فرمایا۔ تو کسی نے کہا "عِبْتَ عَلٰی اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ ثُمَّ صَنَعْتَ" یعنی ابھی تو امیر المومنین کے چار رکعت پر اعتراض فرما رہے تھے اور پھر وہی خود بھی کیا" جواب دیا "اَلْخِلَافُ اَشَدُّ" یعنی مخالفت اور بھی بری بات ہوگی" کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ امر وقت کی مخالفت کرنی اسلام کے جوا کو گردن سے اتار پھینکنے کے مترادف ہے ہاں ہمارے ذمہ ایسے حالات میں صرف یہ فریضہ رہ جاتا ہے "اَنْ نَاْمُرَ بِالْمَعْرُوْفِ وَنَنْهٰی عَنِ الْمُنْكَرِ وَنُعَلِّمَ السُّنَنَ"[2] یعنی شرعی معروفات اور مامورات کی ہم تبلیغ

[1] مسند احمد جلد پنجم ص ۱۵۲ [2] ایضاً ص ۱۶۵

کریں اور منکرات و محظورات سے لوگوں کو منع کریں۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنن کی ہم تعلیم دیں۔"

بہر صورت اس واقعہ کے دونوں پہلوؤں میں حضرت ابوذرؓ کا امتثالِ حدیث و اتباع سنن ظاہر ہے۔ جب چار رکعت نماز پر نکیر فرمایا تو وہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے تحت تھا۔ اور خلیفۂ وقت کے ساتھ چار رکعتوں کو ادا کیا تو حدیثِ اطاعت اولو الامر کے تحت تھا۔ بہر حال وہ پختہ عاملِ حدیث اور متبع سنن تھے۔

(۴) ایک بار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذرؓ کو ایک غلام دیا اور فرمایا کہ اس کے ساتھ عمدہ سلوک اور بھلائی کرنا۔ حضرت ابوذرؓ نے غلام کو آزاد کر دیا کہ یہ ان کے نزدیک اس کے ساتھ سب سے بڑی خیر خواہی و بھلائی تھی۔ ایک بار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذرؓ سے پوچھا کہ غلام کا کیا حال ہے؟ فرمایا آپ نے ارشاد کیا تھا کہ تم اس کے ساتھ بھلا سلوک کرنا۔ میرے نزدیک سب سے بھلا سلوک اس کا آزاد کرنا تھا اس لئے میں نے اسے آزاد کر دیا۔[1]

اس واقعہ میں بھی حضرت ابوذر غفاریؓ کا جذبہ امتثال صاف جھلک رہا ہے۔ نہ اس غلام سے مادی منافع کمانے کا خیال ہوا نہ اس کے ذریعہ کام کاج میں آرام و راحت اٹھانے کا دل میں خیال آیا۔ اگر کچھ خیال ہوا تو ارشادِ رسالت پر باحسن وجوہ عمل کرنے کا۔ اب چونکہ سب سے احسن وجہ بلاشبہ آزادگی تھی اس لئے انہوں نے اتباعاً و امتثالاً غلام کو آزاد کر دیا۔

(۵) حضرت ابوذر غفاریؓ ایک بار ایک اچھا جوڑا (حلّہ) پہنے ہوئے تھے۔ اور بالکل اسی طرح کا عمدہ جوڑا (حلّہ) ان کا غلام بھی پہنے ہوئے تھا۔ کسی نے سوال کیا کہ آپ کا اور غلام کا لباس بالکل یکساں کیوں ہے؟ جواب دیا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ یہ (غلام) تمہارے بھائی ہیں جو کھاؤ وہی کھلاؤ اور جو پہنو وہی پہناؤ۔[2]

اس واقعہ سے بھی حضرت ابوذرؓ کا جذبہ امتثال و اتباع حدیث صاف ظاہر ہے۔

(باقی)

---

[1] مسند احمد جلد پنجم صفحہ ۲۵　[2] الادب المفرد للبخاریؒ صفحہ ۳۰۔

"مذاہب اسلامیہ" نامی کتاب پر ایک نظر

منکرین حدیث کی حمایت میں اہلحدیث پر اتہامات

(جناب ملک ابوالمحمود صاحب سوہدرہ)

(۳)

(سلسلہ کے لئے دیکھئے رحیق ماہ فروری ۱۹۵۷ء)

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ادارہ "ثقافت اسلامیہ" کا نام محض مسلمانوں کو فریب دینے کے لئے رکھا گیا ہے۔ ورنہ اس کا صحیح نام ادارہ "ثقافت منکرین حدیث" ہونا چاہیئے تھا۔ کیونکہ جس طرح نئی آزاد شاعری ردیف و قافیہ سے آزاد ہے۔ اسی طرح اسلامی احکام و قوانین سے یہ حضرات بالکل آزاد واقع ہوئے ہیں۔ اسی تصنیف لطیف "مذاہب اسلامیہ" کے ص۲۸۸ پر عنوان "اہل قرآن" کے ذیل میں "منکرین حدیث" کی جو بے جا اور غلط حمایت کی گئی ہے۔ اور جس طرح اہلحدیث پر اتہام تراشے گئے ہیں۔ ہم نہیں سمجھتے کہ اگر خواجہ صاحب اس تصنیف کو اپنے خرچ پر منکرین حدیث کی طرف سے شائع کرتے تو اپنی غلط روش میں اور کیا زیادتی کر سکتے تھے۔ جس کی اب کمی رہ گئی ہے۔ جب کہ یہ ادارہ ثقافت اسلامیہ کی طرف سے شائع ہوئی ہے۔ ع

خدانخواستہ گر خشمگیں ہوتے تو کیا کرتے

مسئلہ آمین اور رفع یدین کی نادر تحقیق | عنوان "اہل قرآن" سے پہلے چند تمہیدی سطور ملاحظہ فرمائیے۔ اور بیسویں صدی کی اس ریسرچ کی داد دیجئے فرماتے ہیں۔

"میرے خاندان کے سب بزرگ تعلیم یافتہ اور وہابی تھے۔ ان سے تو پوچھنے کی جرأت نہ ہوئی کہ یہ آمین اور رفع یدین کیا بلا ہے[1] کہ جس پر اتنا فساد ہو

[1] جو شخص پانچ کی بجائے صرف دو نمازوں کا قائل ہو۔ اور تیسری ثابت ہو جانے پر اس کا کفارہ مخاطب کو جھک کر سلام کرنا کافی سمجھتا ہو وہ اگر آمین اور رفع یدین کو بلا کہہ دے تو قارئین "رحیق" کو (باقی اگلے صفحہ پر)

رہا ہے۔ کچھ عرصہ بعد معلوم ہوا کہ جب صلوٰۃ فرض ہوئی تو بعض منافق بھی بظاہر مسلمان ہو گئے۔ بغل میں بت دبائے مسجد میں شامل جماعت تو ہو جاتے مگر نیت یہ ہوتی کہ ہم اپنے ٹھاکروں کی بندگی کرتے ہیں۔ جب آنحضرت پر یہ حال کسی طرح منکشف ہوا۔ تو آپ نے رفع یدین کا حکم دیا۔ اسی طرح ان مشرک منافقوں کا پول کھل گیا۔ بت بغل سے گرے اور فرش مسجد پر گر کر چور چور ہو گئے۔

آمین بالجہر کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ کفار مرعوب ہوں جب مسلمان صف باندھے ہوئے زور سے آمین بیک وقت کہتے۔ کفار جو بد ارادہ سے آتے ان کے دل دہل جاتے۔" صفحہ ۲۸۶

افسوس! ع

کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے

بے علم عالم" ہم حیران ہیں کہ ان "امیر المحققین" سے کیا کہیں۔ معلوم ہوتا ہے آپ نے کبھی خود نماز پڑھنی تو کجا کسی کو نماز پڑھتے دیکھا بھی نہیں ہے۔ ورنہ آپ کو معلوم ہوتا کہ نماز کے آغاز میں تکبیر تحریمہ کے ساتھ ہی رفع یدین کی جاتی ہے۔ تو بغل کے بت تو آغاز نماز میں ہی گر جانے چاہئیں۔ بت گرانے کے لئے بار بار رفع یدین کی ضرورت ہی نہ تھی۔ اور اگر کوئی اتنا مشاق ہے کہ رفع یدین اول کرنے پر بت نہیں گرے تو اس کے بار بار کرنے پر بھی نہیں گریں گے۔ پھر مشرکین مکہ میں منافقین کی کون سی جماعت تھی۔ جو بت بغل میں دبائے لاتی تھی۔ اور کعبہ کے بڑے بڑے بتوں کی موجودگی میں بغلی بتوں کی ضرورت بھی نہ تھی۔ اور قبل از ہجرت کونسی مسجد میں مشرک بغل میں بت لایا کرتے تھے جب کہ کعبہ کے سوا کوئی مسجد تعمیر ہی نہ ہوئی تھی۔ مدینہ شریف کے منافقین یہودی ضرور تھے۔ مگر یہودکون سے بتوں کے پجاری تھے۔ جو بغل میں بت دبائے لاتے تھے۔

(حاشیہ پچھلے صفحہ سے) کو رنجیدہ نہ ہونا چاہیئے جب کہ ان کے گرد گھنٹال نازک تپ دق سے تشبیہ دیتے ہوں اور ان کے لاہوتی صاحب کا یہ کہنا ہو کہ پانچ نمازیں خرقہ مانویہ سے لی گئی ہیں۔ (طلوع اسلام اگست ۱۹۵۵ء صفحہ ۶۳)۔ منہ